

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلامی نکاح کی شرائط اور آداب اختصار کے ساتھ بیان کریں؟

## اجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جواباً عرض ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق ایک اسلامی نکاح کے لیے مندرجہ ذیل شرائط اور آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

1- نکاح کے وقت لڑکی کے ولی (جیسے باپ، بچا، دادا، بھائی وغیرہ) کی رضامندی ضروری ہے۔ اگر نکاح ولی کی رضامندی کے بغیر کیا گیا تو وہ نکاح اسلام میں تسلیم نہیں کیا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«النکاح الایلی وٹاہی عدل»

”نکاح ولی اور دو ثقہ کو انہوں کے بغیر منعقد نہیں ہوتا۔“

2- جیسے ولی کی اجازت ضروری ہے، ویسے ہی لڑکی کی رضامندی بھی ضروری ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو تو نکاح کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«ابخرتسؤن واذنا صامتا وایجت تسنم»

”گواہی لڑکی سے اجازت طلب کی جائے اور اس کا خاموش رہنا ہی اجازت ہے اور یتیم (مطلق یا بیوہ) سے بصراحت اجازت لی جائے۔“ (ان الفاظ کے ساتھ مجھے یہ حدیث نہیں مل سکی لیکن معمولی سی تقدیم و تاخیر کے ساتھ یہ الفاظ اکثر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ دیکھیے: صحیح البخاری، النکاح، حدیث: 5136، وصحیح مسلم، النکاح، حدیث: 1419-1427)

ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاتون، جن کا نام فضاء بنت خزام ہے، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: میرا باپ میری شادی میرے بچا زاد بھائی سے کرنا چاہتا ہے لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی۔ کیا مجھے ایسی شادی کو فوج کرنے کا حق حاصل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! تم اس نکاح کو فوج کر سکتی ہو۔“ جس پر فضاء نے کہا: میں اس سوال کے جواب سے یہ واضح کرنا چاہتی تھی کہ ہمارے اولیاء ہماری مرضی کے بغیر ہم پر شادی مسلط نہیں کر سکتے، گو میں اپنے باپ کی بات اب مان لیتی ہوں اور اس شادی کی اجازت دیتی ہوں۔ (ڈاکٹر صاحب نے دو الگ الگ احادیث کو یہاں جمع کر دیا ہے۔ پہلی حدیث ہے: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک لڑکی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اللہ کے رسول! میرے والد نے اپنے بھتیجے کی خواست دور کرنے کے لیے میری شادی اس کے ساتھ کر دی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے یہ معاملہ اسی پر چھوڑ دیا (اختیار دے دیا کہ وہ نکاح برقرار رکھے یا فوج کر دے)۔ اس لڑکی نے کہا: میرے باپ نے جو کیا ہے میں اسے برقرار رکھتی ہوں۔ لیکن میں یہ چاہتی تھی کہ خواتین کو معلوم ہو جائے کہ ان کے باپوں کے پاس اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ (سنن النسائی، النکاح، حدیث: 3271، ومسند احمد: 6: 136) دوسری حدیث ہے کہ فضاء بنت خزام نامی ایک یتیم بیوہ یا طلاق یافتہ خاتون کے باپ نے اس کی (دوسری) شادی کر دی۔ اس خاتون نے اس شادی کو ناپسند کیا اور خدمت رسالت مآب میں آ کر شکایت کی تو آپ نے اس نکاح کو فوج کر دیا۔ (صحیح البخاری، النکاح، حدیث: 5138)۔

3- اگر لڑکی کو باپ کی ناراضی کا اندیشہ ہو تو وہ نکاح کرنے میں جلد بازی نہ کرے بلکہ اپنے باپ کو راضی کرنے کی کوشش کرے، چاہے اس میں کافی وقت لگے لیکن اگر باپ کسی بھی صورت میں ایسی شادی کی اجازت نہیں دیتا جس سے وہ لڑکی کرنا چاہتی ہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ آیا جس شوہر کا انتخاب لڑکی نے کیا ہے وہ ایک نیک نمازی مسلمان ہے، باروزگار ہے، یعنی بیوی کا نان و نفقہ ادا کر سکتا ہے اور باپ بغیر کسی معقول وجہ سے اس رشتے کا انکار کر رہا ہے تو پھر وہ لڑکی باپ کے بجائے کسی دوسرے قریبی ولی (یعنی چچا یا بھائی) کی اجازت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اگر وہ بھی انکار کریں (بغیر کسی معقول وجہ کے) تو پھر ایک مسلمان ملک میں مقامی حاکم ایسی عورت کا ولی متصور ہوگا اور ایک غیر مسلم ملک میں کوئی صاحب حیثیت آدمی جیسے امام مسجد یا اسلامی جمعیت کا صدر وغیرہ اس عورت کا ولی بن کر اس کا نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں کر سکتا ہے۔ اور اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

«قان عجر واء، قاسطان ولی من لا ولی له»

”اگر اولیاء آپس میں اختلاف کریں تو پھر حاکم ایسی عورت کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں۔“

(سنن ابی داؤد، النکاح، حدیث: 2083، وجامع الترمذی، النکاح، حدیث: 1102 واللفظ له)

4۔ اس آخری اقدام سے قبل ضروری ہے کہ دونوں والد اور لڑکی اپنی اپنی ذمہ داری کو نہ کرے جہاں وہ شادی نہیں کرنا چاہتی اور اگر لڑکی کی پسند می کوئی شرعی عیب نہیں ہے تو پھر ولی ایسی شادی کی اجازت دے دے۔

ایسے ہی لڑکی کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ جن والدین نے اسے پالا بوسا ہے اور جن کی وجہ سے وہ اس دنیا میں آئی ہے، ان کے جذبات کا بھی خیال کرے اور اگر دن کی پسند کے رشتے میں کوئی قباحت نہیں ہے تو اس رشتے کو قبول کرے، بہر صورت چونکہ اسی نے اپنے شوہر کے ساتھ ساری زندگی گزارنی ہے، اس لیے وہ اپنی پسند پر اصرار بھی کر سکتی ہے جیسا کہ خنساء بنت خزام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا امور کو ہر شادی میں ملحوظ رکھا جائے تو امید کی جا سکتی ہے کہ شادی کامیاب رہے گی اور فریقین میں سے کسی کی دل آزاری نہیں ہوگی۔

حہاما عیدی والنداعلم بالصواب

## فتاویٰ صراط مستقیم

نکاح و طلاق کے مسائل، صفحہ: 370

محدث فتویٰ